ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ

(1938 - 1877)

اقبال کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی۔ انھوں نے مولانا سید میر حسن سے عربی و فارسی پڑھی۔ سیالکوٹ سے ہی انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ بعد میں لاہور سے بی۔ اے اور ایم۔اے کے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ انھیں شاعری کا شوق لڑکپن سے تھا۔ چند غزلوں پر داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ داغ کی شاعری کا رنگ اقبال کی دو چار ابتدائی غزلوں میں نمایاں ہے۔ اقبال نے 1905 میں یورپ کا سفر کیا۔ پہلے کیمبرج گئے پھر جرمنی کی ہائیڈل برگ یونیورسٹی سے ایرانی فلسفے اور تصوف پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ لندن واپس آکر بیرسٹری کی تعلیم حاصل کی۔ 1908 میں ہندوستان آگئے۔ وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ 1915 میں انھوں نے اپنی مشہور فارسی نظم ''اسرارِ خودی'' میں فلسفۂ خودی کا نظریہ پیش کیا۔1918 میں ''رموزِ بےخودی'' کی اشاعت ہوئی۔ انگریزی حکومت نے انھیں ''سر'' کا خطاب دیا۔ انھوں نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا۔

اقبالؔ نے اردو شاعری کو نئی سمت اور نئے پہلوؤں سے روشناس کرایا۔ ان کی نظموں میں بہت نغمگی اور ترنم ہے۔ انھوں نے اردو غزل کو بھی ایک نیا انداز عطا کیا۔

''بانگِ درا'' اردو میں ان کا پہلا مجموعۂ کلام ہے۔ اس کے بعد اردو میں ''بالِ جبریل'' اور ''ضربِ کلیم'' کے نام سے دو اور مجموعے سامنے آئے۔ ''ارمغانِ حجاز'' ان کا چوتھا مجموعہ ہے جس میں فارسی اور اردو دونوں زبانوں کا کلام شامل ہے۔

© NCERT not to be republished

شعاعِ اُمید

سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
دنیا ہے عجب چیز کبھی صبح، کبھی شام
مدّت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہریِ ایام
نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طوفِ گل ولالہ میں آرام
پھر میرے تجلی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چمنستان و بیابان و در و بام

آفاق کے ہر گوشے سے اُٹھتی ہیں شعاعیں
بچھڑے ہوئے خورشید سے ہوتی ہیں ہم آغوش
اک شور ہے مغرب میں اُجالا نہیں ممکن
افرنگ مشینوں کے دھوئیں سے ہے سیہ پوش
مشرق نہیں گو لذتِ نظارہ سے محروم
لیکن صفتِ عالم لاہوت ہے خاموش
پھر ہم کو اسی سینۂ روشن میں چھپالے
اے مہرِ جہاں تاب نہ کر ہم کو فراموش

اک شوخ کرن، شوخ مثالِ نگہ حور
آرام سے فارغ صفتِ جو ہر سیماب
بولی کہ مجھے رخصت تنویر عطا ہو
جب تک نہ ہو مشرق کا ہر اک ذرّہ جہاں تاب
چھوڑوں گی نہ میں ہند کی تاریک فضا کو
جب تک نہ اُٹھیں خواب سے مردانِ گراں خواب
خاور کی امیدوں کا یہی خاک ہے مرکز
اقبال کے اشکوں سے یہی خاک ہے سیراب
چشم مہ و پرویں ہے اسی خاک سے روشن
یہ خاک کہ ہے جس کا خزف ریزہ، دُرناب
اس خاک سے اُٹھے ہیں وہ غواصِ معانی
جن کے لیے ہر بحرِ پُر آشوب ہے پایاب
جس ساز کے نغموں سے حرارت تھی دلوں میں
محفل کا وہی ساز ہے بیگانہ مضراب
بت خانے کے دروازے پہ سوتا ہے برہمن
تقدیر کو روتا ہے مسلماں تہِ محراب
مشرق سے ہو بیزار نہ مغرب سے حذر کر
فطرت کا اشارہ ہے کہ ہر شب کو سحر کر

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ و معنی

آوارہ	:	بے مقصد گھومنے پھرنے والا
پہنائے فضا	:	فضا کی وسعت
بے مہری ایام	:	زمانے کی بے مروتی، نا قدری
طوف	:	طواف، کسی چیز کے گرد چکر لگانا
گل	:	گلاب کا پھول
تجلی کدہ	:	روشن جگہ
در و بام	:	دروازہ اور چھت، آبادی مراد ہے
چمنستاں	:	پھولوں کا باغ
بیابان	:	جنگل، ویرانہ
ہم آغوش ہونا	:	ایک دوسرے میں سما جانا
افرنگ	:	ولایت، مغربی دنیا
سیہ پوش	:	کالا لباس پہنے ہوئے، تاریک
لذتِ نظارہ	:	دیکھنے کا لطف، دیدار کی لذت
عالم لاہوت	:	عالم بالا، وہ مقام جہاں فرشتے رہتے ہیں
فراموش	:	بھولا ہوا
شوخ	:	چنچل

© NCERT not to be republished

جوہر	:	خاصیت، خوبی، قیمتی پتھر
سیماب	:	پارہ
رخصتِ تنویر	:	روشن کرنے کی اجازت
مردانِ گراں خواب	:	گہری نیند میں ڈوبے ہوئے لوگ
خاور	:	مشرق
سیراب	:	سینچا ہوا، سرسبز و شاداب
مہ و پروین	:	چاند اور تارے
خزف ریزہ	:	کنکری، ٹھیکری کا چھوٹا سا ٹکڑا
دُرِناب	:	قیمتی موتی، سچا موتی
غواص	:	غوطہ لگانے والا
غواصِ معانی	:	حقیقت کی تہہ تک پہنچنے والا عالم
پرآشوب	:	جہاں اتھل پتھل مچی ہو، جہاں انتشار اور ابتری ہو
پایاب	:	کم گہرا، اُتھلا
مضراب	:	وہ آلہ جس سے ستار کے تاروں کو چھیڑا جاتا ہے
بیگانۂ مضراب	:	مضراب سے محروم، خاموش
بیزار	:	ناخوش، بددل
حَذر	:	احتیاط، پرہیز

غور کرنے کی بات

- اقبال نے اپنی شاعری کو ایک خاص پیغام اور تعلیمات کا ذریعہ بنایا۔ ان کی فکر میں حرکت وعمل کا فلسفہ ملتا ہے۔ وہ بلند ہمتی، خودداری اور سربلندی کی تعلیم دیتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

- ''شعاعِ امید''، اقبال کی مشہور نظم ہے جس کو انھوں نے تمثیلی انداز میں پیش کیا ہے۔ وہ اس کے ذریعے ہندوستانی قوم کو نا امیدی اور مایوسی سے نکال کر بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ اس نظم کا انداز بھی ان کی بعض دوسری نظموں کی طرح مکالماتی ہے۔ سورج اور اس کی ایک شوخ کرن کے درمیان مکالمے کے ذریعے ہندوستان کی سرزمین کو روشن کرنے اور اس کے باشندوں کو جگانے کی کوشش کی گئی ہے۔

سوالات

1. سورج نے اپنی کرنوں کو کیا پیغام دیا؟
2. شوخ کرن میں کیا خوبیاں ہیں؟
3. اس خاک سے 'غواصِ معانی' کے اٹھنے سے کیا مراد ہے؟
4. تقدیر کو رونے سے کیا مراد ہے؟

عملی کام

- اس نظم کو یاد کیجیے اور اپنے لفظوں میں اس کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

© NCERT not to be republished